ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

ڈاکٹر نعیمہ بی بی
ٹیچنگ اینڈ ریسرچ ایسوسی ایٹ شعبۂ اُردو، بین الاقوامی اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد
سارہ مجید
لیکچرار شعبۂ اُردو، ویمن یونیورسٹی، ملتان
ڈاکٹر محمد کامران شہزاد
لیکچرار شعبۂ اُردو، پنجاب کالج سرگودھا

دومابعد جدید عورتیں: ایک تانیثی مطالعہ

Dr. Naeema Bibi
Teaching and Research Department of Urdu, International Islamic University Islamabad
Sara Majeed
Lecturer Urdu the Women University Multan
Dr. Muhammad Kamran Shahzad

Lecturer, Punjab College Sargodha

Two Posmodern Women: A Feminist Study

Postmodernism is an important term or literary attitude of contemporary times. Postmodernism gave birth to feminism. In this articlefeminist studies have been done on the characters of two Urdu novels, Sania of "zilato ka Aseer" and Naheed Naz of "Nala e Shab Gir".

Keywords: *Postmodernism, feminism, sania, naheed naz, feminine character, novel.*

مابعد جدیدیت عہد حاضر کی ایک اہم اصطلاح یا ادبی رویہ ہے۔ مابعد جدیدیت مذہبی، سماجی، سیاسی، ادبی، اخلاقی غرض ہر معاملے میں بغاوت اور انحراف کا نام ہے۔ اس میں فنون لطیفہ، فن تعمیر، موسیقی، فلم ادب، سماجیات، معاشیات، مواصلات، فیشن اور ٹیکنالوجی سب تصورات و نظریات آجاتے ہیں۔ ادب میں مابعد جدیدیت ایک تحریک کے بجائے ایک رویے کے طور پر ظاہر ہوئی۔ مابعد جدید یت نے ادب کو تخلیقی آزادی بخشنے کے ساتھ ساتھ ثقافتی تشخص کو برقرار رکھنے پر بھی زور دیا۔ اس کے علاوہ معنی کو سکہ بند تعریفوں سے بھی آزاد کر دیا۔ ادبی

تحریکوں کے جبر کو توڑنے اور معنی کو چھپانے کے بجائے معنی کے چھپے ہوئے رخ کو دکھانے کے ساتھ قرات کے عمل میں قاری کی موجودگی پر زور دیا۔ مابعد جدیدیت کی فکری اساس ساختیات، پس ساختیات، فلسفہ لسان، تانیثیت، نو تاریخیت، اور رد تشکیل جیسے نظریات اور فلسفوں پر قائم ہے۔ درج بالا نظریات میں ایک اہم نظریہ تانیثیت یا فیمنزم کا بھی ہے۔ تانیثیت مابعد جدیدیت کا اہم فکری فلسفہ ہے۔ چوں کہ مابعد جدیدیت لامرکزیت کو مانتی ہے اور مرکز کو رد کرتی ہے اس لیے فیمنزم نے معاشرے میں مرد کی برتری کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے معاشرے میں تانیثیت نے فروغ پایا۔ تانیثیت، اپنے عام مفہوم میں، صرف عورتوں ہی کے مسائل کی نشاندہی کرتی ہے اور معاشرے میں عورت اور مرد کی مساوی حیثیت کی قائل ہے۔ جیسے جیسے تانیثی تحریک فروغ پاتی گئی، اس کے نظری اور فلسفیانہ ڈسکورس میں بھی تبدیلی آتی گئی اور اب فیمنزم ایک تحریک نہیں ایک رویہ بن چکی ہے جس کا اظہار ادب میں سرعام ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو اردو ناول نگاروں نے موجودہ صدی میں ایسے کردار تخلیق کیے ہیں جو مابعد جدید تانیثی کہلائے جاسکتے ہیں۔

مابعد جدید تانیثی کرداروں کے حوالے سے دیکھا جائے تو اردو ناول کی تاریخ میں باغی اور اپنے عمل سے مزاحمت کرتی دو عورتیں نمایاں ہیں۔ ان عورتوں کو مابعد جدید کہا جا سکتا ہے۔ پہلی عورت انور سن رائے کے ناول "ذلتوں کے اسیر" کی ثانیہ ہے جب کہ دوسری عورت مشرف عالم ذوقی کے ناول "نالۂ شب گیر" کی ناہید ناز ہے۔ عصر حاضر میں خواتین کے ہاں جو مزاحمت نظر آتی ہے۔ خاص طور پر مسلمان معاشرے کی خواتین جن کے وجود کو انسانی وجود ہی تسلیم نہیں کیا جاتا انھیں بھیڑ بکریاں سمجھا جاتا ہے۔ انھی معاشروں میں اب عورت کی مزاحمت اور بغاوت نظر آتی ہے جو مردانہ اقدار کی نفی کرتی اور اپنے وجود کو تسلیم کروانے کو ضروری خیال کرتی ہیں۔ یہ دونوں عورتیں بغاوت کا استعارہ بن گئی ہیں۔

یہ دو عورتیں ایک پاکستان کی (ثانیہ)، جب کہ دوسری ہندوستان کی (ناہید ناز) اپنے کردار کے اندر بہت سے اشتراک رکھتی ہیں۔ جو اس بات کا اظہار ہے کہ اگرچہ عورت اب بھی کئی جگھوں پر محکوم ہے جس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ انھیں بتا دیا گیا ہے کہ وہ مردوں کے زیر سایہ ہی محفوظ و مامون ہیں اور ان کی شناخت مرد ہی کی وجہ سے قائم ہے۔ عورت کی اپنی کوئی شناخت نہیں ہے۔ دراصل اپنی شناخت کا حوالہ اور بحیثیت عورت کے، ان دونوں عورتوں کا مقصد اپنی تلاش ہی ہے۔ ان کی بغاوت معاشرے کے خلاف مزاحمت کا اظہار یہ بن جاتا ہے۔

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

ثانیہ ناول "ذلتوں کے اسیر" کا مرکزی کردار ہے کہانی اسی کردار سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہو جاتی ہے ثانیہ کا کردار بہت جاندار اور منفرد ہے۔ اگرچہ ناول کا بیانیہ سیدھا اور سپاٹ ہے مگر ثانیہ کا کردار بہت جاندار ہے ایک مرد معاشرے میں ایسی عورت کا وجود جو منفرد بھی ہے اور مختلف بھی۔ ثانیہ ایسی عورت ہے جو اپنے اندر مردوں کو چیلنج کرنے کا رویہ رکھتی ہے۔ ثانیہ کو ناول میں متعارف ہی ایک ایسی عورت کے طور پر کرایا گیا ہے مثلاً

> "مجھے ایسے لگا کہ وہ جان بوجھ کر دروازے پر صرف اس لیے رکی ہو کہ میں اسے اچھی طرح دیکھ لوں، اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی نمی، بھیگی ہوئی پلکوں اور ہونٹوں پر لپ اسٹک کی گہری سرخ تہہ نے میرے اندازے کی تائید کر دی تھی۔"(۱)

ایک مرد معاشرے میں ایک عورت کے بارے میں اس قسم کے بیانیے محض عورت کے سراپے کو دیکھ کر اختیار کیے جائیں تو پھر عورتیں ثانیہ جیسا رویہ ہی اختیار کرتی ہیں۔ ثانیہ کے برعکس ناہید ناز کا کردار بہت زیادہ جاندار اور بغاوت لیے ہوئے ہے۔ ناول میں اس کا کردار ایک منفرد اور سخت عورت کے روپ میں ظاہر ہوتا ہے۔ جب وہ کہتی ہے:

> "میری اپنی شناخت ہے۔ ناہید ناز کا چہرہ سخت تھا۔ اس دنیا میں ایک لڑکی اپنی شناخت اور آزادی کے ساتھ کیوں نہیں جی سکتی؟ کمال سے شادی کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ میری شناخت کمال کی محتاج ہے۔" (۲)

ناہید ناز سخت بغاوت کا اظہار کرتی ہے۔ اس کے نزدیک عورت کی اپنی شناخت ہونی چاہیے۔ لڑکوں کو ہر جگہ آزادی مل جاتی ہے جب کہ لڑکیوں کی آزادی سلب کی جاتی ہے۔ اسے مذہب کی آڑ میں پردے میں مقید رکھا جاتا ہے۔ اسے چنری، چادر، حجاب، دوپٹہ اور نجانے کس کس طرح پردے میں محدود کیا جاتا ہے جب کہ مرد کو ہر طرح کی عیاشی حاصل ہوتی ہے اس کے برعکس لڑکی کی زندگی عذاب بنا دی جاتی ہے۔ اس کو برے ناموں اور القاب سے پکارا جاتا ہے۔ فاحشہ، طوائف، رنڈی، کلنکی، داسی، یہ سب نام مردوں کے لیے ہونے چاہیے۔ کیونکہ مرد عورت کو اس پر مجبور کرتا ہے۔ مرد ہمیشہ چاہتا ہے کہ عورت کو اپنا غلام بنا کر رکھے۔ وہ گھر میں اس کی خدمت کرے اس کے بچے پالے اس کے لیے کھانا بنائے۔ گھر سنبھالے۔ جب عورت اس کے خلاف آواز اٹھاتی ہے تو مرد موٹی موٹی مذہبی کتابوں کے ذریعے عورت کو احکام خداوندی سکھانے آ جاتے ہیں۔ ان کتابوں میں ہمیشہ ایک ہی بات ہوتی ہے کہ عورت کو مرد کے ساتھ خوش رہنا چاہیے۔ یہ کیوں نہیں لکھا ہوتا کہ مرد کو بھی اسی عورت کے ساتھ

خوش رہنا ہے کسی دوسری یا تیسری شادی کا نہیں سوچنا، اور یہ وہی عورت مقدر والی ہے جس کا شوہر اسے چاہتا ہے۔ مرد پر یہ سب باتیں کیوں لاگو نہیں ہوتی ہیں۔ یہ سب کام مرد کیوں نہیں کرتا؟ ناہید ناز کے یہ سوالات صرف ایک ناہید ناز کے نہیں اس معاشرے کے جبر میں زندگی کی چکی پیستی ہر عورت کے سوال ہیں۔ اسی لیے شاید ذوقی نے ناول "نالۂ شب گیر" کے انتساب میں لکھا ہے:

"ہر اس لڑکی کے نام جو باغی ہے اور اپنی شرطوں پر زندہ رہنا چاہتی ہے"(۳)

ناہید ناز اور ثانیہ دونوں کرداروں میں حد سے زیادہ تلخی ان حالات کا نتیجہ ہے جس میں وہ پروان چڑھ رہی ہیں۔ یہ دونوں عورتیں زندگی کی تلخیوں کو پوری طرح اپنے اندر سمو چکی ہیں۔ اس لیے ان دونوں کی باتوں میں عمومی طور پر ایک جیسا طنز ملتا ہے ثانیہ کہتی ہے:

"رسائی کا مطلب ہے، حاضری جو موٹی ویٹر حاضری دیتی ہے، وہ جلدی ہی ترقی پاکر میڈم بن جاتی ہے اور اس حاضری کا مطلب ہے افسروں کو وہ سب کچھ دینا جو وہ مانگیں۔ بات سمجھ میں آئی ؟

ثانیہ کے لہجے میں ایسی تلخی تھی جسے میں محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا۔"(۴)

جب کہ ناہید ناز کے ہاں یہ تلخی مجموعی طور پر تمام عورتوں کے لیے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ کہتی ہے:

"لڑکیاں پیدا ہوتے ہی شہد کی طرح ایک جسم لے کر آجاتی ہیں__ اور سب سے پہلے اپنے ہی گھر میں اپنے میٹھے جسم پر چبھتی اور ڈستی ہوئی آنکھوں سے خوفزدہ ہو جاتی ہیں_ جو عورت اس سے انکار کرتی ہے، وہ جھوٹ بولتی ہے، اس کا لہجہ تلخ تھا۔"(۵)

ناہید ناز "نالۂ شب گیر" کا مرکزی کردار ہے جس کے اندر شدید بغاوت موجود ہے۔ ایک کردار جس کا جنم تو خوف سے ہوا ہے مگر وہ خوف سے جب نکلتی ہے تو پورے مرد سماج سے انتقام لینا چاہتی ہے۔ ناہید کا کردار ناول میں ایک ریپ واقعہ کے احتجاج ذریعے متعارف کرایا جاتا ہے جہاں ہزاروں لاکھوں لوگ اس احتجاج میں شریک ہوتے ہیں۔ جن میں ناہید ناز اور اس کا شوہر کمال یوسف بھی شریک تھے۔ یہیں سے ناہید ناز کے اندر چھپی باغی عورت ظاہر ہوتی ہے۔ چناں چہ وہ اپنی بغاوت کا اظہار ڈھکے چھپے الفاظ کے بجائے ببانگ دہل یوں کرتی ہے:

"یہاں اتنی بھیڑ ہے۔ یہ لوگ مار کیوں نہیں دیتے ان پولیس بھیڑیے کو؟ مردوں کو؟نوچتے رہو عورتوں کو۔ شکار بناتے رہو۔ بسوں سے باہر پھینکتے رہو—گھر سے باہر نکلنے پر

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

پابندیاں لگادو۔ گدھ کی طرح للچائی نظروں سے گھورتے رہو۔ اور ہم خاموش رہیں، کیوں خاموش رہیں ہم؟"[۶]

ثانیہ کا کردار ناول میں ایک ایسی عورت کے طور پر ہوا ہے جو مردوں کو اپنا اسیر بنانا چاہتی ہے۔ اسی لیے ثانیہ کی ملاقات جس دن نبیل سے ہوتی ہے۔ وہ اسی وقت اسے دوستی کر لیتی ہے۔ ثانیہ پہلے نبیل کو چائے پلاتی ہے اور گھر جاتے ہوئے اسے پچاس روپے بھی دیتی ہے۔ یہ پیسوں کا سلسلہ تنخواہ ملنے تک چلتا رہتا ہے۔ ایک ایسی عورت جو اجنبی مرد سے پہلی مرتبہ مل رہی ہو اور وہ مرد سے ایسے سلوک کرے جیسے مرد عورت سے پہلی مرتبہ ملتے ہوئے سلوک کرتا ہے تو وہ عورت مابعد جدید ہی کہلائی جا سکتی ہے۔ نبیل یہاں محض مجبور ہی نہیں ایک بے غیرت مرد کا تصور بھی ابھارتا ہے جو پہلی ہی ملاقات میں عورت سے پیسے اینٹھتا اور چائے بھی پیتا ہے یہاں ثانیہ نہیں بلکہ نبیل طوائف کے کردار میں ظاہر ہو رہا ہے۔

ثانیہ اپنی دوست نوشین کے خاندانی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے مدلل انداز میں معاشرتی حقائق کو بے نقاب کرتی ہے کہ کس طرح نوشین کا شوہر امریکہ چلا گیا اور نوشین اور اس کے دو بچوں کو بے سہارا چھوڑ دیا۔ یہ بات عجیب ہے کہ مرد عورت کو بے سہارا چھوڑے تو معاشرہ اس مرد کے بجائے اس عورت کی تذلیل کرتا ہے۔ یہاں ثانیہ کا جارحانہ رویہ کھل کر سامنے آتا ہے جہاں وہ کہتی ہے کہ نوشین کو تو "بدکردار" کہہ کر گھر سے نکال دیا ہے حالانکہ اس چھوڑ جانے والے مرد کے کردار کی سند بھی کسی کے پاس نہیں مگر عورت کی بدکرداری کی مہر ہر جگہ لگ جاتی ہے۔ نوشین کا دیور سب سے چھپ کر اسے ملنے کی کوشش کرتا ہے اس لیے نہیں کہ وہ نوشین کی مدد کر سکے بلکہ اس لیے کہ وہ اسے جسمانی تعلق قائم کر سکے۔ اس دیور کو تو کوئی عصمت فروش نہیں کہتا کوئی بدکردار نہیں کہتا۔

عصمت اور عزت کے سارے تصور اس معاشرے میں عورت اور اس کی شرمگاہ سے جوڑے جاتے ہیں، مرد اور اس کی خاندان کی کوئی عصمت نہیں ہوتی۔ چنانچہ ثانیہ ایسی عورتوں کی نمائندہ بن جاتی ہے۔ جو مردوں کو اپنے اشاروں پر نچا سکتی ہیں اس کے بالکل عین مطابق ناہید ناز کا کردار بھی ایسا نمائندہ کردار ہے جو صدیوں سے محکوم ہے اور اب اس مابعد جدید عہد میں ماضی کی محکوم عورت کے سماجی و معاشرتی رول سے اکتا چکی ہے۔ وہ معاشرے میں ایک مابعد جدید عورت ہونے کی حیثیت سے کچھ نیا کرنا چاہتی ہے۔ وہ مرد کو اپنا تابع بنانا چاہتی ہے اور وہ تاریخ میں موجود صدیوں سے جبر سہتی ہوئی عورت کے استعارے کے طور پر سامنے آتی ہے۔ وہ مذہب بیزار ہے۔ اس لیے کہتی ہے:

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

"وہ پوری شدت سے چیخی تھی، مذہب آپ کے گندے انڈر ویئر میں ہوتا ہے۔ اور مرد جب تب عورت کے استحصال کے لیے مذہب کو اسی میلے انڈر ویئر سے نکال لیتے ہیں۔اور مجھے معاشرہ، مذہب، آزادی کا خوف نہ دکھایئے آپ جیسے جونا گڑھ کے ہیجڑوں نے مذہب کو، عورت کو، سماج کو صرف اپنی ملکیت سمجھ رکھا ہے۔" (۷)

دراصل ناہید ناز اپنے طرز عمل سے عورت کو آزاد کرنا چاہتی ہے۔اس معاشرے میں عورت جس جبر کا شکار تھی یہ دونوں عورتیں اس جبر اور استحصال کے خلاف بغاوت کا علم بلند کرتی ہیں۔یہ دونوں کردار واضح کرتے ہیں کہ اب عورت کو مزید جبر اور ظلم کے ساتھ محکوم بنا کر نہیں رکھا جاسکتا۔وہ اب آزاد ہے اور آزاد ہی رہے گی۔اب کوئی ایسی بیڑیاں نہیں ہیں جنھیں وہ توڑ نہ سکے۔اس لیے عورت کو اب گھر میں باندی بنا کر رکھنے والی باتیں گزشتہ زمانے کی حکایتیں بن چکی ہیں۔اب مردوں کو تسلیم کرلینا چاہیے کہ یہ عورت اب غلام نہیں بنائی جاسکتی۔

اگر ان دونوں عورتوں کے تانیثی شعور کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ انھیں دبایا نہیں جاسکتا۔عورت کا معاشی، معاشرتی اور جسمانی استحصال ہر عہد میں کیا جاتا رہا۔اس نے کبھی بغاوت کی کوشش کی تو اسے قتل کر دیا گیا یا مرنے پر مجبور کر دیا گیا۔یہ بزدل اور خوف زدہ عورت تھی۔مگر انھی عورتوں میں ناہید ناز جیسے کردار بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔جیسے نکہت کی موت کا واقعہ ناہید ناز کی طاقت بن جاتا ہے۔ناول کا اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"کس نے مارا میری نکہت کو۔۔۔۔۔؟ آپ سب نے مل کر مارا ہے میری نکہت کو۔۔۔،
اندر چلو۔اماں زور سے کھینچ رہی تھیں۔
'بے غیرت۔۔۔'ابو چچا کی آواز سنائی پڑی
اور یہی لمحہ تھا جب اس لفظ نے میرے اندر کی غیرت کو جگا دیا تھا۔
'ہاتھ چھوڑو اماں۔'میں نے زور سے دھکا دے کر اماں سے ہاتھ چھڑا لیا—'
اتنا برا ہو گا کہ کبھی نہیں ہوا ہو گا۔بے غیرت۔۔۔ آج کسی نے کچھ کہا تو میں کہہ رہی ہوں اتنا برا ہوا گا کہ کبھی نہیں ہوا ہو گا۔۔۔ ارے کس نے کہا بے غیرت... اس گھر کے مردوں کو غیرت سے واسطہ بھی ہے۔۔۔کس غیرت کی باتیں کرتے ہیں یہ لوگ... ارے اس گھر کی لڑکیاں۔۔۔۔

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

توپیدا ہوتے ہی ان مردوں کے سائز تک سے واقف ہو جاتی ہیں۔'
'نکہت بے غیرت نہیں ہے۔' میں گلہ پھاڑ کر چیخی تھی۔' آپ لوگ لڑکیوں
کو پیدا ہونے سے پہلی ہی جوان کر دیتے اور مار دیتے ہیں۔
اسے بڑھنے کہاں دیتے ہو۔ آپ کی شرافت ان بوسیدہ دیواروں کے ذرے ذرے میں
چھپی ہوئی ہے۔"(۸)

ناہید ناز میں بغاوت کی چنگاری یہیں سے جنم لیتی ہے۔ یہ چنگاری آتش فشاں بننے سب سے پہلا شکار مرد کا ہی کرتی ہے کہ اب اس کو مرد کی ضرورت نہیں یا پھر اب عورت مرد کو اپنے مفاد کے لیے ویسے ہی ٹشو پیپر کی طرح استعمال کر رہی ہے جیسے مرد عورت کو استعمال کرتا ہے۔ جیسے ثانیہ کے نظریات کے مطابق سب انسانی رشتے بکواس ہیں۔ مرد عمومی طور پر ایک مرد ہی رہتا ہے اور عورت میں بھی صرف عورت پنا ہوتا ہے جب تک ان دونوں کو مواقع میسر نہیں آتے۔ یہ رشتوں میں بندھے رہتے ہیں۔ جیسے ہی ان دونوں کو موقع ملتا ہے۔ عورت، عورت بن جا تی ہے اور مرد، مرد بن جاتا ہے اور پھر مرد کی حاکمیت شروع ہو جاتی ہے۔ ہمیشہ مرد عورت کے جذبات سے کھیلتا ہے۔ جب تک اس کا دل چاہتا ہے وہ عورت کے جذبات سے کھیلتا رہتا ہے۔ جب اس کا دل بھر جاتا ہے تو وہ نئی عورت کو پھنسا لیتا ہے۔ ثانیہ کہتی ہے کہ اس لیے وہ اب محض ایک عورت نہیں رہنا چاہتی مرد بننا چاہتی ہے۔ مرد بن کر مردوں کو اپنے اشاروں پر نچانا چاہتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ مردوں کو اپنی مرضی کے مطابق اپنے ساتھ رکھے بالکل اس طرح سے جس طرح سے مرد عورتوں کو رکھتے ہیں وہ چاہتی ہے کہ وہ مردوں کو ایسے استعمال کرے جیسے مرد عورتوں کو کرتے ہیں۔ ایسے ہی خیالات ناہید ناز کے ہاں بھی ملتے ہیں۔ یہ دونوں عورتیں سرعام سگریٹ پیتی اور اپنے الفاظ سے مردوں کے لیے تازیانے کا کام کرتی ہیں۔ ان دونوں عورتوں کے ہاں معاشرتی الفاظ کے الگ مفاہیم ملتے ہیں مثلاً دونوں عورتیں اپنے شوہروں کے بارے میں یکساں الفاظ استعمال کرتی ہیں:

"وہ شوہر نہیں ہے۔ خدا کے لیے انہیں شوہر نہ کہیے... وہ میری بیوی ہیں...' ناہید نے کھکھلا
کر جواب دیا۔ اور اب میری حراست میں ہیں۔"(۹)

ثانیہ ایک مکالمے کے دوران امثال کو کہتی ہے:

"کیا تمھارے درمیان ازدواجی تعلقات نہیں ہیں؟
ہیں۔ ہیں کیوں نہیں، لیکن میں اس کا شوہر ہوں اور وہ میری بیوی۔

کیا وہ تمھیں پسند نہیں ہیں، میرا مطلب ہے ایک
شوہر کی حیثیت سے ؟
پسند ہے لیکن ایک شوہر کی حیثیت سے نہیں ایک بیوی کی حیثیت سے۔"(۱۰)

یہ دونوں عورتیں پدر سری سماج میں پیدا ہوئیں پروان چڑھیں اور ان کی بغاوت نے بھی اسی سماج سے جنم لیا جہاں عورت کو محکوم سمجھا جاتا ہے اس پر جسمانی تشدد مذہبی حصہ سمجھا جاتا ہے چونکہ یہ دونوں عورتیں اسلام کی پیروکار ہیں مگر دونوں کے ہاں مذہب بیزاری ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ مذہب کی آڑ میں عورتوں کو مزید دبایا جاتا ہے۔اس مذہب کو جھٹلانے کا واضح عکس ان کے ہاں ملتا ہے۔یہ دونوں عورتیں اپنا وجود تسلیم کرانا چاہتی ہیں اس لیے ان کے ہاں اس کا شدت سے اظہار ملتا ہے ناہید ناز لغت میں لفظوں کے معنی بدل کر اپنے خیالات کا اظہار کرتی ہے جب کہ ثانیہ اپنی نظموں میں اس معاشرے کے رسم ورواج کے خلاف بر سرپیکار نظر آتی ہے۔ جب ایک مشہور ادارے کی جانب سے ناہید ناز کو لغت کا کام ملتا ہے تو وہ کئی الفاظ کے معنی بدل دیتی ہے جیسے

" آوارہ... اس نے آوارہ کے آگے لکھا... بدچلن مرد۔ مردوں
کے چال چلن عام طور پر خراب ہوتے ہیں۔
فاحشہ... بدکار مرد...
حرام کار... بدکار مرد...
حرامی... بدذات مرد...
مطعون... بدنام زمانہ مرد...
طوائف... ناچنے گانے والا مرد...
ہیجڑا۔۔مردوں کی اعلیٰ قسم
رنڈی۔۔۔۔بازارومرد
عیاش۔۔۔۔۔یہ بھی مردوں کی صفت ہے۔۔
کلنکنی۔۔۔۔بدذات مرد
حرافہ۔۔۔۔بدکار مرد۔"(۱۱)

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

یوں ناہید اپنے باغی پن کو ظاہر کرتی ہے۔ ناہید کی طرح ثانیہ کا کردار بھی مزاحمت سے بھرپور ہے یہی وجہ ہے کہ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اگر وہ نظمیں کہنے لگ گئی تو کوئی مرد اس کی برابری نہیں کر سکے گا۔ ثانیہ زندگی سے بھرپور ایسا کردار ہے جس کے انگ انگ میں خود اعتمادی جھلکتی ہے وہ اپنے اندر مردوں کو بوکھلانے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ اس لیے ثانیہ سے ملنے والے مرد کبھی اس کو کسی بلا کے روپ میں دیکھتے ہیں جو اچانک انھیں نگل لے گی اور کبھی ایسے کیڑے کے روپ میں دیکھتے ہیں جس کو مسل دیا جائے تو وہ اس کے بعد دوبارہ سے صحیح سلامت اٹھ کر مردوں کے سامنے کھڑی ان کی مردانگی کو للکار رہی ہو گی۔

ثانیہ کے کردار میں جارحیت اس وقت بھی نمایاں ہوتی ہے جب ایک مرتبہ نبیل اسے کہتا ہے کہ ایک پارک میں رات کے وقت اکیلی عورت نہیں بیٹھ سکتی یہاں ثانیہ کا ردعمل مجموعی طور پر بڑا شدید اور مزاحمتی ہے۔ وہ بہت سخت الفاظ میں اپنا جوابی وار کرتی ہے۔ کہ اگرچہ اس وقت پارک میں سارے مرد بیٹھے ہیں اور ثانیہ اکیلی عورت ہے تو کیا کسی اکیلی عورت کو پارک میں بیٹھنے کا حق حاصل نہیں ہے؟ دن میں بھی عورت کی چوکیداری کے لیے ایک مرد کا ہونا اشد ضروری ہے۔ اور اگر رات میں پارک میں عورت کے ساتھ مرد ہو تب بھی عورت کو ڈرنا چاہیے۔ حالانکہ پارک میں مرد اکیلا آ سکتا ہے؟ لیکن کسی اکیلی عورت کو پارک میں آنے کی اجازت نہیں۔ معاشرہ ایسی جبری پابندیاں کیوں لگاتا ہے؟ اس لیے ثانیہ معاشرتی روایات کے خلاف ایک مزاحمتی عورت کے طور پر سامنے آتی ہے۔ جو معاشرتی قدروں کو رد کرتے ہوئے اپنا نسائی شعور واضح کرتی ہے۔

ثانیہ کا المیہ یہ ہے کہ وہ مرد معاشرے میں پیدا ہوئی اس معاشرے میں مردوں کے بنائے ہوئے قوانین کو خود پر لاگو کرنے سے کتراتی ہے اس لیے وہ قدم قدم پر معاشرتی اقدار کو چیلنج کرتی ہے اس لیے اس کا کردار معاشرے سے بغاوت کرنے والی عورت کا کردار ہے۔ اسی طرح ناہید ناز ایک حاکم کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ ناہید ناز مردوں جیسا رویہ اختیار کرتی ہے۔ اور بغاوت کا استعارہ بن کر سامنے آتی ہے۔ وہ بیوی نہیں شوہر کے روپ کو پسند کرتی ہے اور دنیا کو بھی یہی دکھلاتی اور بتاتی ہے۔ وہ شوہر کو لپ اسٹک لگواتی ہے۔ اس کو ساڑھی پہناتی ہے یہاں تک کہ اس کو چوڑیاں تک پہنا دیتی ہے۔ وہ شوہر پر اس طرح حکم چلاتی ہے جس طرح شوہر بیوی پر حکم چلاتا ہے۔

مردوں کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ عورت اب محکوم نہیں حاکم بن چکی ہے۔ عصر حاضر کی عورت کو اگر دبانے کی کوشش کی جائے۔ تو بغاوت کے سوتے پھوٹ پڑیں گے اور معاشرے میں مرد خوفزدہ چوہوں کی طرح پھرے گا جن کو خونخوار بلیاں نوچ رہی ہوں گی اور وہ کچھ بھی نہیں کر سکے گا یہ عورتیں اب مرد سماج کو مکمل طور پر

شکست دے سکتی ہیں۔ یہ عورتیں جن کو سماج میں پیدا نہیں کیا جاتا سماج میں بنایا جاتا ہے۔ معاشرے کے اصولوں کے مطابق ان کی پرورش کی جاتی ہے ان کو پروان چڑھایا جاتا ہے اور اس کو عزت و غیرت کے ایسے تصور سے منتھی کر دیا جاتا ہے جس تصور کو توڑنا عورت کے بس میں نہیں رہتا۔ یہ عورت کے لیے حد بندی ہے مگر جہاں عورت اس حد کو پار کرتی ہے وہاں وہ صرف بے غیرتی کا استعارہ نہیں بنتی بلکہ بہادری کی مثال بن جاتی ہے۔ ایسی عورت پھر مردوں کے لیے چیلنج بن جاتی ہے۔ ایسی عورت کو پھر کوئی تسخیر نہیں کر سکتا۔ یہ عورتیں ہی دراصل مابعد جدید عورتیں ہیں جو باغی ہیں جو اقدار سے انحراف کرتی ہیں۔

مشرف عالم ذوقی کا کردار ناہید ناز اور انور سن رائے کا کردار ثانیہ حقیقی معنوں میں اردو میں زندہ رہنے والے دو نسائی کردار ہیں ان دونوں عورتوں میں اتنی مزاحمت اور بغاوت ملتی ہے کہ اس کی کوئی دوسری مثال اردو ناول میں تو کجا اردو ادب میں بھی نہیں ملتی۔

حوالہ جات

۱۔ انور سن رائے، ذلتوں کے اسیر، لاہور، عکس پبلی کیشنز، ص:۱۳

۲۔ مشرف عالم ذوقی، نالۂ شب گیر، لاہور، صریر پبلی کیشنز، ص:۶۶

۳۔ ایضاً، ص:۰۳

۴۔ انور سن رائے، ذلتوں کے اسیر، ایضاً، ص:۳۲

۵۔ مشرف عالم ذوقی، نالۂ شب گیر، ایضاً، ص:۰۷

۶۔ ایضاً، ص:۱۴۸

۷۔ ایضاً، ص:۸۲

۸۔ ایضاً، ص:۱۶۸

۹۔ ایضاً، ص:۰۷

۱۰۔ انور سن رائے، ذلتوں کے اسیر، ایضاً، ص:۲۷۹

۱۱۔ مشرف عالم ذوقی، نالۂ شب گیر، ایضاً، ص:۲۶۰